محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ

خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

شخصیت، سیرت وکردار

طبقۂ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خلاق عالم کی تمام مخلوقات میں افضل واشرف ہے اور اس بہترین طبقہ میں سب سے افضل واشرف، اطیب واعلیٰ جناب خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اللہ رب العزت کی اشرف مخلوق انسان، کے اعلیٰ ترین طبقۂ انبیا علیہم السلام کے بعد سب سے افضل طبقہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے، جس کے تاجدار اور سرخیل اول الصحابہ، اول المسلمین، خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق اکبرؓ ہیں۔ رجب المرجب کا مہینہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ نبی ﷺ کے لائق صدعزت وتکریم صحابۂ کرامؓ میں انتہائی اہم مقام ومرتبہ کے حامل، برادر نسبتیٔ رسول، راز دار نبوت، امام تدبر وسیاست، خال المؤمنین، فاتح عرب وعجم، کاتب وحی، امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ کی وفات کا مہینہ ہے۔ اس ماہ کی 22 تاریخ کو سیدنا معاویہؓ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے بعد اسلام کے دامن میں ایسا خلا چھوڑ گئے جو تا قیام قیامت پر نہ ہو سکے گا اور نہ ہی یہ امت سیدنا امیر معاویہؓ کے احسانات سے کبھی سبکدوش ہو سکتی ہے۔

اسلام سے قبل دور جاہلیت میں اہل مکہ میں قبیلہ قریش کے صرف چند افراد نوشت وخواند جانتے تھے۔ نیز مورخین نے لکھا ہے کہ جب اسلام آیا تو قریش مکہ میں سترہ آدمی ایسے تھے جو تحریر اور نوشت وخواند کا فن جانتے تھے۔ ان افراد میں حضرت سیدنا عمرؓ بن الخطاب، حضرت سیدنا عثمانؓ بن عفان، حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ، حضرت سیدنا ابوعبیدہؓ ابن الجراح، حضرت سیدنا طلحہؓ بن عبیداللہ، حضرت سیدنا ابوسفیانؓ بن صخر بن حرب، حضرت سیدنا یزیدؓ بن ابی سفیانؓ اور حضرت سیدنا امیر معاویہؓ بن ابی سفیانؓ شامل تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی جناب میں جہاں دیگر کاتب حضرات تھے وہاں سیدنا معاویہؓ کو بھی ان کے خاندانی وقار کے پیش نظر کتابت کے منصب سے سرفراز کیا گیا تھا۔ اور آپ ﷺ کے کاتبوں میں ان کا خاص مقام تھا۔ یہ چیز سیدنا معاویہؓ کی صلاحیت وصداقت اور امانت کی دلیل ہے۔ اور یہ ان کے حضور ﷺ کے ہاں معتمد ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت میں ایک اہم سبب ''کتابتِ وحی'' ہے۔ حضور ﷺ نے جلیل القدر صحابہ کرامؓ پر مشتمل ایک جماعت مقرر کر رکھی تھی جو کہ ''کاتبین وحی'' تھے۔ ان میں سیدنا امیر معاویہؓ کا چھٹا نمبر تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی ''ازالۃ الخفاء'' میں لکھتے ہیں کہ ''حضور ﷺ اسی کو کاتب بناتے تھے جو ذی عدالت اور امانت دار ہوتا تھا''۔

ابن عساکر نے حضرت علیؓ اور حضرت جابرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو کاتب وحی کے منصب پر مقرر کرنے کے لیے جبریلؑ سے مشورہ کیا۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا: ''انہیں کاتب مقرر فرمالیں کہ وہ امین ہیں''۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت معاویہؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت کے بعد دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ کتابت وحی کا اہم فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ یہ دونوں حضرات دن رات آپ ﷺ کے ساتھ رہتے۔ محدثین کرامؒ اور ان کے ساتھ ساتھ

کبار علماء نے یہ تصریح بھی ذکر کر دی ہے کہ سیدنا معاویہؓ جناب نبی اقدس ﷺ کی خدمت میں کتابت وحی کا فریضہ بھی دیگر کاتبین وحی کی معیت میں ادا کیا کرتے تھے۔ سیدنا معاویہؓ کی علمی پختگی اور شیفتگی حق ہی کے باعث دربار رسالت میں آپؓ کو خاص مقام حاصل تھا۔ سیدنا معاویہؓ فتح مکہ سے قبل عمرۃ القضاء کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے یہی وجہ ہے کہ کفرو اسلام کے کسی معرکہ میں سیدنا معاویہؓ افواج کفر کی جانب سے اسلام کے خلاف بر سر پیکار نظر نہیں آتے۔ اسلام لانے کے بعد مستقلاً آپؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔ جلد ہی آپؓ کو صحابہ کی ایسی مقدس اور خوش نصیب جماعت میں شامل کر لیا گیا جسے آنحضرت ﷺ نے کتابت وحی کے لیے مامور فرمایا تھا۔ کاتبان وحی کو درج ذیل قرآنی صراحت کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی صداقت کے لیے یہی ایک چیز کافی ہے۔

''یہ قرآن رفعت و بزرگی والے صفحات میں ہے۔ پاکیزہ ہاتھوں میں اور بہترین افراد اس کے لکھنے والے ہیں'' (عبس)

حضور ﷺ کے تیرہ کاتبین تھے۔ ان میں حضرت معاویہؓ اور حضرت زیدؓ سب سے زیادہ کام کرتے تھے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ اور آپ کے والد گرامی قدر حضرت ابوسفیانؓ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عہد صدیقی میں حضرت معاویہؓ کا شمار خلافت کے اولین افراد میں ہوتا تھا۔ تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں حضرت معاویہؓ روایت، حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس زمانے میں آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ اور اپنی بہن ام حبیبہؓ سے احادیث روایت کیں۔

عہد صدیقی میں ایک اہم غزوہ ربیع الاول ۱۲ھ میں پیش آیا جسے جنگِ یمامہ کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ جنگ عقیدہ ختم نبوت پر واقع ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو چکا تو اس دور میں مسیلمہ بن حبیب نامی ایک کذاب نے یمامہ کے علاقہ میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو صحابہ کرامؓ نے اس کذاب کو ختم کرنے کیلئے اس کے ساتھ ایک خون ریز جنگ کی۔ جنگ یمامہ میں بڑے اکابر صحابہؓ شریک ہوئے اور مسئلہ ختم نبوت کو ان حضرات نے کسی زبانی بحث و مباحثہ یا کتابی مناظرہ کے ذریعے نہیں بلکہ تیر و تلوار سے حل کیا اور باطل نبوت کے مدعی کو اور متبعین کو تہ تیغ کر کے ان کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیا۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ جنگ یمامہ میں حاضر ہوئے اور مسیلمہ کے قتل میں بھی شامل تھے۔

صدیقی دور میں علاقہ شام کی طرف مسلمانوں کے مختلف جیوش اور عساکر وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ارسال کئے گئے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیانؓ کے بڑے فرزند حضرت یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو شام کی طرف صدیقی دور میں مہمات سر کرنے کے لئے بھیجا گیا اور ان کے ساتھ دیگر صحابہؓ بھی ان مہمات میں شامل تھے۔ بعض دفعہ یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو مزید کمک کی ضرورت پیش آئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت معاویہؓ کو ایک دستہ کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ فتوح البلدان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ اپنے بھائی کے بعد دوسرے شامی لشکر کے امیر بنائے گئے غرض حضرت معاویہؓ ان خوش نصیب مجاہدوں سے ایک ہیں جن کو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی نگاہ انتخاب نے امت مسلمہ کی قیادت کے لیے چنا۔ شام جانے والا یہ پہلا لشکر تھا جسے مشہور سپہ سالاران ابوعبیدہؓ بن الجراح، خالدؓ بن ولید اور عمروؓ بن العاص سے بھی پہلے دس ہزار سپاہ کی معیت میں روانہ کیا گیا۔ حضرت معاویہؓ حدود شام میں داخل ہوئے، آپؓ کی پہلی مڈبھیڑ اردن کے

آدمیوں سے ہوئی، یہاں آپؓ نے اپنی حربی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور فتح ونصرت حاصل کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت صرف دو سال تین ماہ دس دن پر مشتمل تھا۔ اس لیے جولانی طبع کے جوہر دکھانے کا صحیح موقع عہد فاروقی میں آپؓ کو ملا۔ فتح مرج کے بعد آپؓ نے اپنے بھائی یزیدؓ بن سفیانؓ کے ساتھ شام کے مضبوط قلعے قلعہ صیداء، عرفہ، جبیلی اور بیروت کی تسخیر کے لئے پیش قدمی کی۔ عرفہ کے قلعہ کو فتح کرنے کیلئے حضرت معاویہؓ نے جان جوکھوں میں ڈال دی۔ ان قلعوں کی فتح نے حضرت عمر فاروقؓ کو بہت متاثر کیا انہوں نے خوش ہو کر آپؓ کو اردن کا گورنر مقرر کر دیا۔ قبل ازیں جو علاقے رومیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے، آپؓ نے وہ دوبارہ چھین لیے اور وہاں اسلامی شوکت وحشمت کا پھریرا لہرا دیا۔

علاقہ شام کی فتوحات میں فتح اردن ۱۵ھ میں ہوئی، یہ ایک مشکل مہم تھی۔ اس موقع پر لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح تھے۔ حضرت عمروؓ بن العاص اس موقعہ پر امیر الافواج تھے لیکن ابوعبیدہؓ بن الجراح امیر الامراء تھے۔ جب سواحل اردن کا معاملہ پیش آیا تو حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو کمک بھیجنے کے لئے لکھا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو ان کی طرف بھیجنے کے لئے آمادہ کیا اور ان کے ساتھ جو دستہ روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حضرت معاویہؓ نگران تھے۔

فتح دمشق کے ساتھ ہی اس علاقے کے سواحل صیداء، عرفہ، جبیل بیروت وغیرہ کی طرف اسلامی فوجوں نے توجہ کی اور ان علاقوں کو بڑی کوششوں سے فتح کیا۔ اس موقع پر لشکر کے مقدمۃ الجیش پر سیدنا معاویہؓ تھے اور ان کی کمان میں یہ فتوحات کثیرہ ہوئیں۔ خصوصاً عرفہ کی فتح سیدنا معاویہؓ کی کوشش سے ہوئی یہ ان کی فہم وتدبیر کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ مختصر یہ کہ دمشق اور اس کے ملحقات کی فتوحات میں حضرت معاویہؓ نے مع دیگر صحابہ اکرامؓ کے بڑی قابل قدر مساعی کیں اور شاندار کارنامے بجالائے اور ان تمام ممالک پر عظمت اسلام کا پرچم لہرایا۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ نے قیساریہ کی مہم سر کرنے کے لیے حضرت معاویہؓ کا انتخاب فرمایا۔ قیساریہ بحیرہ روم کے ساحل پر بڑا عظیم الشان شہر تھا۔ اس کی عظمت کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے شہر پناہ پر ایک لاکھ سپاہی رات کو پہرہ دیا کرتے تھے اور اس میں تین سو بازار تھے۔ چنانچہ اس عظیم شہر کو فتح کرنے کے لئے حضرت معاویہؓ کی طرف سے ۱۵ ہزار کا لشکر پہلے ہی سے خیمہ زن تھا چونکہ حضرت معاویہؓ اول درجہ کے منتظم جنگ تھے۔ اس لیے فوج کی ترتیب اس انداز سے کی گئی کہ رومی متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ غرضیکہ جنگ چھڑی، گھمسان کا رن پڑا اور چند روز کی لڑائی کے بعد انہیں پسپا کر دیا گیا۔ اور وہ شکست کھا کر شہر بند ہوگئے، حضرت معاویہؓ نے بڑھ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آخر ایک دن رومی بڑے جوش وخروش کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر لے کر نکلے اور بڑی خون ریز جنگ کے بعد وہ میدان جنگ سے ہٹے اور حضرت معاویہؓ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ یہ ایک مشہور مقام تھا اس لیے اس کی فتح سے گویا شام کا مطلع صاف ہوگیا۔ اس جنگ میں ۸۰ ہزار رومی مارے گئے اور اس کے فتح ہونے کی خبر امیر المومنینؓ نے سنی تو زبان مبارک سے بے ساختہ اللہ اکبر کا نعرہ نکل گیا۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ

اس فتح سے رومیوں کے دلوں میں حضرت معاویہؓ کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ دوبارہ سر اٹھا نہ سکے۔

فاروقی دور میں فلسطین کے علاقہ میں فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور بہت سے علاقے اہل اسلام نے فتح کیے۔ ان مواضعات میں عسقلان کی فتح کے متعلق مؤرخین نے لکھا ہے کہ مرکز اسلام مدینہ طیبہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے والی شام سیدنا معاویہؓ کو ایک مکتوب ارسال کیا کہ فلسطین کے باقی علاقوں میں سے عسقلان کی طرف توجہ دیں اور اسے فتح کرنے کی سعی کی جائے۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے امیر المومنین کے اس حکم کی تعمیل میں عسقلان کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کرلیا۔ اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص نے عسقلان کو فتح کیا تھا اور جب آپؓ اسے فتح کرنے کے بعد واپس ہوئے تو اہل عسقلان کی روم نے مدد کی اور انہوں نے نقض عہد کردیا اور باغی ہوگئے۔ ان حالات کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے عسقلان کی طرف پیش قدمی کی اور اسے دوبارہ فتح کیا۔ پھر وہاں اپنی افواج کو ٹھہرایا اور حفاظتی دستے متعین فرمائے۔ حضرت معاویہؓ کے ساتھ دیگر صحابہ کرامؓ جو بلاد روم کی فتوحات میں شامل تھے ان میں حضرت عبادہؓ بن صامت، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت شدادؓ بن اوس زیادہ قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے سیدنا معاویہؓ کی نگرانی میں ان مہمات کو سر کیا اور ان مقامات کو اسلامی حکومت کے دائرہ میں شامل کیا۔

۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو آپؓ نے بھی امیر معاویہؓ کو دمشق کا عامل بنائے رکھا بلکہ ان کی ذہانت وفراست اور حربی صلاحیت دیکھ کر پورے شام کا گورنر بنادیا۔ حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی بہترین صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کردیا اور آزمودہ جرنیلوں کو فوج کی کمان سپرد کی اور ان کو مختلف مقامات پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے طرابلس اور شام فتح ہوا۔ اس کے بعد خود ۲۵ھ ایک لشکر جرار کے ساتھ آگے بڑھے اور انطاکیہ، طرطوس، شمشاط، اور ملعلیہ تک کے علاقے فتح کرتے ہوئے عموریہ تک چلے گئے اور ان علاقوں کی فتوحات کے بعد یہاں نئی بستیاں بسائیں، متعدد قلعے تعمیر کرائے، فوجی چھاؤنیاں بنوائیں اور مسلمانوں کو لاکر بسایا۔

کم لوگوں کو علم ہوگا کہ بحری بیڑے کے موجد حضرت معاویہؓ ہیں۔ ایک سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کی فطرت عالمگیر تھی۔ ان کی ہمت عالی کا تقاضا یہ تھا کہ ایشیاء سے نکل کر یورپ وافریقہ پر حملہ ممکن نہ تھا جب تک کہ بحری بیڑہ نہ ہو۔ آپؓ کی دوراندیشی اور فراست ایمانی کا یہ فیصلہ تھا کہ اگر اسلام کو بہ حیثیت ایک نظام حیات دنیا پر غالب کرنا اور روم کی غیر اسلامی شوکت وسطوت کو اپنے پاؤں تلے کچلنا ہے تو اس کے لیے بحری بیڑہ وجود میں لانا پڑے گا۔ چنانچہ آپؓ نے عہد فاروقی میں اس کا اظہار کیا تھا جسے بعض وجوہ کی بنا پر حضرت عمرؓ نے منع کیا۔ پھر آپؓ نے عہد عثمانیؓ میں پہلا اسلامی بیڑہ بحیرہ روم میں اتارا اور کچھ ہی دنوں میں افریقہ اور یورپ کی وسیع سرزمین پر اسلامی جھنڈا لہراتا ہوا نظر آیا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ۲۴ھ میں اہل روم نے ایک عظیم لشکر تیار کیا جس سے اہل شام خائف ہوگئے اور انہوں نے مرکز اسلام میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی خدمت میں اس امر کی اطلاع بھیجی اور امداد اور تعاون کی درخواست کی۔ اس

پر حضرت عثمانؓ نے کوفہ کے حاکم ولیدؓ بن عقبہ کو تحریری حکم بھیجا کہ یہ مکتوب پہنچنے پر آپ ملک شام میں مسلمان بھائیوں کی امداد کیلئے ایک امانت دار اور بہادر شخص کی ماتحتی میں ۸ یا ۹ ہزار مجاہدین بھیج دیں۔ چنانچہ ولیدؓ بن عقبہ والی کوفہ نے مرکز کی جانب سے مکتوب ملنے پر لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اور ان کو امیر المومنین کے فرمان کی اطلاع دی اور مسلمانوں کو جہاد کی اس مہم میں شرکت کی دعوت پر آمادہ کیا اور حضرت معاویہؓ کی معاونت اور اہل شام سے تعاون کی ترغیب دلائی اور تین دن کے اندر قریباً ۸ ہزار مجاہدین کا لشکر تیار کر کے سلمانؓ بن ربیعہ کی سرکردگی میں ملک شام روانہ کیا۔ وہاں لشکر اسلام مجتمع ہوئے تو انہوں نے اجتماعی طور پر بلا د روم پر حملہ کیا اور فتح حاصل کر کے بے شمار لوگوں کو قیدی بنالیا۔ بہت سے عظائم حاصل کئے اور متعدد قلعوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

۲۵ھ میں حضرت معاویہؓ نے قلعوں کو فتح کیا اور مورخین لکھتے ہیں کہ ۲۷ھ میں آپؓ نے قنسرین کو بھی فتح کرلیا اور بعض مورخین کا قول ہے کہ ۲۷ھ میں امیر معاویہؓ نے قبرص کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کرلیا تھا۔ اکابر علماء نے لکھا ہے کہ معرکہ قبرص میں حضرت معاویہؓ نے بذات خود شرکت فرمائی، آپؓ کی اہلیہ فاختہ بنت قرظؓ بھی تھیں۔ اس معرکہ میں آپؓ کے ساتھ اکابرین صحابہؓ جن میں ابوذر غفاریؓ، ابو درداؓ، شدادؓ بن اوس اور عبادہؓ بن الصامت، حضرت مقدادؓ بن اسود، حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی شریک تھے۔ حضرت عبادہؓ بن الصامت کی اہلیہ ام حرامؓ بنت ملحان ان کے ساتھ تھیں جن کے متعلق حدیث صحیح میں ایک پیشگوئی جناب نبی کریم ﷺ کی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے خواب سے بیدار ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو بحری غزوات کرے گا انہوں نے اپنے اوپر جنت کو واجب کرلیا۔ اس ارشاد کے سننے پر حضرت ام حرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ کیا میں ان میں شامل ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان میں داخل ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کے دو حصے ہیں، ایک ام حرامؓ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق ہے کہ اس میں شامل لوگوں کو جنت نصیب ہوگی۔ یہ واقعہ ۲۷ھ میں سیدنا معاویہؓ کی سرکردگی میں اہل اسلام کی افواج کو پیش آیا۔ اور اس کا دوسرا حصہ مدینہ قیصر قسطنطنیہ کے غزوہ کے متعلق ہے جو ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں پیش آیا جب صحابہ کرامؓ قبرص کی مہم سے فارغ ہوکر واپسی کا سفر اختیار کرنے لگے تو حضرت ام حرامؓ ایک خچر پر سوار ہوئیں مگر اس سے گر پڑیں اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ علماء نے ذکر کیا ہے کہ جزیرہ قبرص میں ان کی قبر مبارک ہے وہاں کے لوگ ان کا بہت احترام کرتے ہیں اور بعض اوقات بارش طلب کرنے کیلئے ان سے توسل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک صالحہ خاتون کی قبر ہے۔ اس واقعہ سے جناب نبی کریم ﷺ کی مذکورہ پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی کیونکہ ام حرامؓ پہلے بحری غزوہ میں شریک ہوئیں اور وہیں انتقال کر کے جنت میں خیمہ زن ہوئیں۔ مختصر یہ کہ جزیرہ قبرص کی فتح حضرت معاویہؓ کی مساعی سے ہوئی اور دیگر اکابر صحابہ کرامؓ بھی اس مہم میں ان کے ساتھ شامل تھے۔ اور اس غزوہ کے اہل جیش کے حق میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ پس حضرت معاویہؓ کے سمت یہ حضرات اس بشارت کے حق دار ہوئے۔ یہ ایک بڑی خوش نصیبی ہے اور یہ بحری جنگیں مذکورہ پیش گوئیوں اور بشارتوں کے اعتبار سے حضرت معاویہؓ کے بہترین فضائل وکمالات میں شمار کی جاتی ہیں۔

اسلام دشمنی سے لبریز یہودی شرارتی ذہن کی ناپاک سازشوں اور چالوں کی وجہ سے حضرت سیدنا علی مرتضیٰؓ اور حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کے مابین اختلافِ رائے کو کافی حد تک بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا حالانکہ بات صرف یہ تھی کہ سیدنا علیؓ کا خیال تھا کہ بیعتِ خلافت کے قیام کے بعد قاتلینِ عثمانؓ کی سرکوبی کی جائے جبکہ سیدنا امیر معاویہؓ اس حق میں تھے کہ پہلے قصاص عثمان غنی لیا جائے پھر بیعت لی جائے۔ اس اختلاف میں کافی عرصہ گزرا اور کئی شورشیں دشمنوں کی طرف سے کی گئیں جس کے نتیجہ میں تاریخ میں کئی ایسے واقعات درج کر لیے گئے کہ جو ناموس صحابہؓ کے بالکل برعکس ہیں۔ انہی سازشوں کی بدولت خوارج کا فتنہ اٹھا اور سیدنا علیؓ کی شہادت بھی ایک خارجی ابن ملجم کے ہاتھوں ہوئی۔ شہادت علیؓ کے بعد سیدنا حسنؓ بن علیؓ چھ ماہ کے لیے خلافت پر متمکن ہوئے مگر اپنی دور اندیشی اور صحابیت کے مقام کی سربلندی اور دانائی کے باعث آپؓ نے سیدنا امیر معاویہؓ سے صلح کر لی اور ’’فتح الباری‘‘ میں تحریر نبی ﷺ کی یہ پیشنگوئی پوری ہوئی کہ:

’’یہ میرا بیٹا سید ہے۔ خدا اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا‘‘۔

یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ امیر المؤمنین معاویہؓ کا عہد خلافت اسلام میں بڑا اہم دور ہے۔ اس دور میں اسلام کو کامل فروغ حاصل ہوا۔ دین و شریعت کے تمام شعبوں میں ترقی ہوئی اور اس عہد کے باقی مخالف ادیان یہود و نصاریٰ وغیرہ پر اسلام غالب آ گیا اور اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ عظیم سلطنتوں کا زور ٹوٹ گیا۔ چنانچہ اس زریں عہد کے حالات اور واقعات لاتعداد طور پائے جاتے ہیں۔ ان پر نظر غائر کرنے سے اس دور کی قدر و منزلت اور اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اور حضرت معاویہؓ کی ملی خدمات کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور خلافتِ راشدہ وعادلہ کا بہترین نقشہ سامنے آتا ہے۔ سیدنا معاویہؓ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کی اوصاف حمیدہ سے عبارت مبارک زندگی کے تمام حالات خصوصاً فتوحاتِ معاویہؓ کا مکمل تذکرہ ان قلیل صفحات میں کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے لہٰذا مختصراً جناب امیر معاویہؓ کی فتوحات کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔

امت مسلمہ کے متفقہ اور اجماعی خلیفہ کے منصب پر متمکن ہونے کے بعد سب سے پہلے امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ نے خوارج کا قلع قمع فرمایا۔ اور پھر شرقی ممالک، خراسان، ترکستان، سجستان، سمرقند و بخارا جیسے اہم علاقوں اور خطوں کو فقط اعلاء کلمۃ اللہ کے جذبۂ ایمانی سے فتح کیا اور یہاں خلافت اسلامیہ کا پرچم لہرایا۔ پھر قندھار، ہندوستان کے کئی علاقوں کو خلافتِ اسلامیہ میں ضم کیا۔ پاکستان میں چارسدہ کے علاقہ میں ’’اصحاب بابا‘‘ کے نام سے مشہور قبر سیدنا معاویہؓ کے دور میں یہاں بھیجے ہوئے ایک مشہور صحابیؓ کی ہے۔ فتوحات کا سلسلہ بڑھتا گیا اور بلاد روم، قسطنطنیہ، روڈس، قلعۂ کمخ، بلاد افریقہ، قیروان، جلولاء، قرطاجنہ اور جزیرۂ قبرص جیسے اہم علاقے خلافتِ اسلامیہ میں شامل ہوتے چلے گئے۔ اپنی وفات تک سیدنا امیر معاویہؓ نے 65 لاکھ 64 ہزار مربع میل کے رقبہ پر دین اسلام کا جھنڈا گاڑا اور اسی لیے انگریز یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ مسلمانوں نے نصف صدی تک نصف سے زائد دنیا پر حکومت کی۔ اگر سیدنا معاویہؓ کے تابناک دور کو اسلامی تاریخ سے جدا کر دیا جائے تو یہ قول ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

کیا رفعت و عظمت اور شان بے نیازی ہے قافلۂ صحابیت کے اس عبقری صفت انسان کی کہ غیر مسلم بھی انگشت

بدنداں ہے اور تعریف کیے بناء نہیں رہتا۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ کی شان میں تقریباً 750 آیات نازل فرمائیں ہیں۔ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ ان آیات کا مصداق سیدنا معاویہؓ بھی ہیں۔ اور عمومی طور پر عظمتِ صحابیت کے حق میں جو احادیثِ نبویہ ہیں، سیدنا معاویہؓ بھی دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح ان احادیث مبارکہ کے اہل ہیں۔ اور کئی احادیث مبارکہ خاص طور پر سیدنا امیر معاویہؓ کے لیے لسان نبوت سے صادر ہوئیں۔ جن احادیث کے مطابق مت میں سب سے حلیم الطبع سیدنا معاویہؓ ہیں۔ نطق پیغمبر نے سیدنا معاویہؓ کو اپنا رازدار قرار دیا ہے۔ سیدنا امیر معاویہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست 163 احادیث مبارکہ روایت فرمائی ہیں۔ یہ تمام احادیث مبارکہ کتاب ''مقام امیر معاویہؓ و مرویات امیر معاویہؓ '' مؤلفہ محمد عرفان الحق، میں پہلی دفعہ مع ترجمہ یکجا کی گئی ہیں۔ ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کس اعلیٰ پایہ کے فقیہ اور محدث تھے کہ کبھی ممبر مکہ پر فرامین رسالت سے استدلال کرتے ہوئے امت کی رہنمائی فرما رہے ہیں تو کبھی ممبر مدینہ پر فروکش ہو کر پوچھتے ہیں کہ کہاں ہیں تمہارے علماء؟

حضرت معاویہؓ نے اپنی تجہیز و تدفین کے متعلق ہدایات دیں کہ ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک کرتا مرحمت فرمایا، جسے میں نے اپنی جان کے برابر حفاظت سے رکھا ہے، اب یہی میرا کفن ہوگا۔ حضور انور ﷺ کے کچھ تراشے ہوئے ناخن اور ریش مبارک کے کچھ بال میں نے شیشی میں حفاظت سے رکھ چھوڑے ہیں، یہ آنکھوں پر رکھ دینا بس یہی میرے لیے کافی ہیں۔ یہ فرما ہی رہے تھے کہ کلمہ توحید زبان پر آ گیا اور 22 رجب 60ھ بمطابق 17 اپریل 680ء کو فضل و کمال اور رشد و ہدایت کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت امیر معاویہؓ کو غسل دیا گیا اور حسبِ وصیت اور تبرکات جو آپؓ نے محفوظ کیے ہوئے تھے، کفن میں شامل کئے گئے۔ جب تجہیز و تکفین کے مراحل طے ہو چکے تھے تو نماز ظہر ادا کرنے کے بعد حضرت ضحاکؓ بن قیس نے نماز جنازہ جامع مسجد دمشق میں پڑھائی اور انہیں دارالامارۃ دمشق جسے الخضراء کہتے ہیں، میں دفن کیا گیا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہیں ہوں گے (حدیث)

عَنْ عروۃَ عن رُوَیْمٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَارِعْنِیْ فَقَامَ اِلَیْہِ مُعَاوِیَۃُ فَقَالَ یَا اَعْرَابِی اَنَا اُصَارِعُکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہ وسلّم لَنْ یُّغْلَبَ مُعَاوِیَۃُ اَبَدًا فَصُرِعَ الْاَعْرَابِی فَلَمَّا کَانَ یَوْمَ صِفِیْن قَالَ عَلِیٌّ لَوْ ذَکَرْتُ ھٰذا الْحَدِیْثَ مَا قَاتَلْتُ مُعَاوِیۃ.

عروہ رویم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ مجھ سے کشتی لڑیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا اے اعرابی! میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاویہؓ کبھی مغلوب نہیں ہوگا'' چنانچہ اعرابی کشتی ہار گیا۔ صفین والے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ (حضرت عروہ سے) فرمانے لگے اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتا۔

(ابن عساکر ۵۹/۸۷)